رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

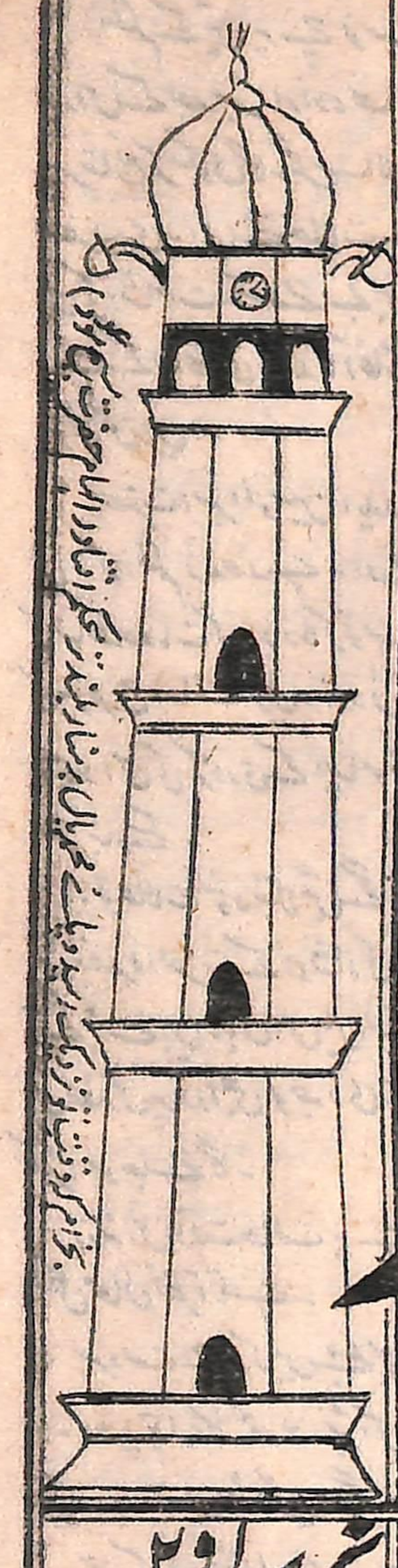

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد (الہام حضرت مسیح موعود)

اخبار الحکم قادیان

ہفتہ وار

دور جدید

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی
بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر اعلیٰ: شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی ؛ مدیر مسئول: شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

چندہ سالانہ
حکومت اور والیان ریاست سے ۱۰
امراء و روساء سے .. ۵
معاونین سے ... ۵
عوام سے ... صہ
ممالک غیر سے ... ۸؍

مدیر مسیح المنیر

قادیان دار الامان سے ہر ماہ عیسوی کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل سے شایع ہوتا ہے۔

قیمت فی پرچہ ۲؍

جلد ۴۴ | ۱۴ امان ۱۳۲۰ ہش مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۴۱ء | نمبر ۱ و ۲

الحکم کی نئی جلد کا آغاز

میں الحکم کی نئی جلد کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات طیبات سے کرتا ہوں۔ اس لئے کہ سب کلمات سے بہتر اور مبارک آپ کے ہی کلمات ہیں۔ اور سب تحریروں سے بالا آپ کی تحریر ہے۔ خدا نے آپ کو "سلطان القلم" بنایا۔ اور آپ کو تحریر و تقریر کا وہ معجزہ عطا فرمایا۔ کہ تمام دنیا کے عالم و فاضل آپ کے سامنے عاجز رہے۔

یہ تحریر جو میں آج کی اشاعت میں شائع کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔ اس تقریر کا بقیہ حصہ ہے جو حضور نے ۱۹۰۷ء کے آخری سالانہ جلسہ میں فرمائی۔ اور جس کا ایک حصہ میں نے پچھلے نمبر میں شائع کر دیا تھا۔ (محمود احمد عرفانی)

زکواۃ اسی طرح پر زکواۃ ہے۔ بہت سے لوگ زکواۃ دیدیتے ہیں۔ مگر وہ اتنا بھی نہیں سوچتے اور سمجھتے۔ کہ کس کی زکواۃ ہے۔ اگر کتے کو ذبح کر دیا جاوے یا سور کو ذبح کر ڈالو۔ تو وہ صرف ذبح کرنے سے حلال نہیں ہو جائے گا۔ زکواۃ تزکیہ سے نکلی ہے۔ مال کو پاک کرو۔ پھر اس میں سے زکواۃ دو۔ جو اس میں سے دیتا ہے۔ اس کا صدق قائم ہے۔ لیکن جو حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتا۔ وہ اس کے اصل مفہوم سے دور پڑا ہوا ہے۔ اس قسم کی غلطیوں سے دست بردار ہونا چاہیئے۔ اور ان ارکان کی حقیقت کو بخوبی سمجھ لینا چاہیئے۔ تب یہ ارکان نجات دیتے ہیں۔ ورنہ نہیں۔ اور انسان کہیں کا کہیں چلا جاتا ہے یقیناً سمجھو۔ کہ فخر کرنے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا کوئی انفسی یا آفاقی شریک نہ ٹھیراؤ۔ اور اعمال صالحہ بجا لاؤ۔ مال سے محبت نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون

یعنی تم ہرگز نیکی تک نہیں پہنچ سکتے۔ جب تک وہ مال خرچ نہ کرو جسے تم عزیز رکھتے ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو اپنا اسوہ بناؤ۔ اور دیکھو کہ وہ زمانہ تھا۔ جب صحابہ نے نہ اپنی جان کو عزیز سمجھا۔ نہ اولاد اور بیویوں کو بلکہ ہر ایک ان میں اس بات کا حریص تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں شہید ہو جاؤں۔ تم حلفاً بیان کرو۔ کیا تمہارے اندر یہ بات ہے۔ جب ذرا سا بھی ابتلاء آ جائے۔ تو گھبرا جاتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی ہی شکایت کرنے لگتے ہیں۔ ایسے لوگ خدا تعالےٰ کے نزدیک کبھی مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ میں بار بار یہی کہتا ہوں۔ کہ تمہارا اسوہ حسنہ وہی ہو جو صحابہ کا تھا۔ میرا کہنا تو صرف کہہ دینا ہے توفیق عطا کرنا اللہ تعالیٰ کے فضل کی بات ہے۔ اس بات کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھو۔ کہ تمہارے اعمال اور افعال میں اخلاص و ریاکاری اور بناوٹ نہ ہو۔ کیونکہ تم جانتے ہو۔ اگر کوئی شخص سونے کی بجائے پیتل لے کر بازار میں جاوے۔ تو وہ فوراً پکڑا جاوے گا۔ اور آخر اسے جیل میں جا کر اپنی جعلسازی کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ پس اسی طرح پر خدا تعالےٰ کے حضور دھوکہ نہیں چل سکتا۔ انسان کو دھوکا لگ سکتا ہے۔ مگر وہاں نہیں ہو سکتا۔ جو چاہتا ہے۔ کہ وہ خدا کا اور خدا اس کا ہو جاوے۔ اسے چاہیئے۔ کہ وہ خدا تعالےٰ کے راہ میں ننگا ہو جاوے۔ یہ مت سمجھو۔ کہ میں تمہیں اس امر سے منع کرتا ہوں۔ کہ تم تجارت نہ کرو یا زراعت اور نوکری یا دوسرے ذرائع معاش سے روکتا ہوں۔ ہرگز نہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں ہے۔ بلکہ میرا مطلب یہ ہے۔

دل بہ یار دست بہ کار

تمہارا اسوہ وہ لوگ ہیں۔ جن کے لئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ کوئی تجارت اور بیع و شرا انہیں ذکر اللہ سے نہیں روکتا۔ ہزاروں لاکھوں کی تجارت میں بھی وہ خدا تعالےٰ سے ایک لحظہ کے لئے جدا نہیں ہوتے۔ اس لئے تمہارا فخر اور دستاویز ایسے اعمال ہونے چاہیئے۔ جو حقیقی ایمان کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ میں اس امر کا افسوس سے ذکر کرتا ہوں۔ کہ بعض لوگ میں نے دیکھے ہیں۔ جن کی زندگی کا بڑا مقصد یہی ہوتا ہے کہ انہیں خواب آ جاتے ہیں۔ یا آنے چاہیئں۔ وہ سارا زور اسی امر پر دیتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ ابتلاء ہے۔ جو لوگ اس وہم میں مبتلا ہیں۔ وہ یاد رکھیں۔ اس امر سے نجات وابستہ نہیں ہے۔ کبھی یہ سوال نہیں ہوگا۔ تجھے کتنے خواب آئے تھے۔ میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں۔ جنہوں نے چوری میں سزا پائی۔ اور جب سزا پا کر آئے۔ ان سے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ چوری کرنے گئے تھے۔ خواب میں معلوم ہو گیا تھا۔ کہ ایسا ہوگا۔ بڑے بڑے بدکار جو کنجر کہلاتے ہیں۔ انہیں بھی سچی خواب آ سکتی ہے۔ یہاں ہمارے ایک چوہڑی تھی۔ اس کو بھی خواب آ جاتے تھے۔

پس تم اس ابتلاء میں مت پھنسو۔ خدا تعالےٰ سے اپنے تعلقات بڑھاؤ۔ اپنے اعمال میں ایک خوبصورتی پیدا کرو۔ انسان کو چاہیئے۔ کہ اس امر کا مطالعہ کرے۔ کہ کیا قرآن شریف کے موافق میں نے اپنے اعمال کو بنا لیا ہے یا نہیں۔ اگر یہ بات ہے۔ تو خواہ اس کو ہزاروں خواب آئیں بے سود اور بے فائدہ ہیں۔ قرآن شریف میں یہی حکم ہے۔ کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا پورا ادا کرو۔ اس میں ریا۔ خیانت شرارت باقی نہ ہو۔ وہ خالصۃً للہ ہو۔ (الحکم ۱۹۰۷ء)

ناظرینِ الحکم سے دو باتیں

الحکم کے تین پرچے نومبر اور دسمبر میں شائع ہوئے اور اس کے بعد میرا ارادہ تھا۔ کہ ۱۴ جنوری کو الحکم کا پہلا نمبر شائع کر سکوں گا۔ مگر سالانہ جلسہ پر الحکم کی آمد بالکل درجہ صفر پر رہی۔ اس لئے حالات نے مجھے بالکل مجبور کر دیا۔ کہ میں اس کی اشاعت کے لئے بے بس ہو جاؤں۔ اگرچہ میں نے اس پرچے کے ساتھ نئی جلد کا آغاز تو کر دیا ہے۔ مگر حالات سخت مایوس کن ہیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز تو چاہتے ہیں۔ کہ الحکم زندہ رہے۔ اور انہوں نے سالانہ جلسہ پر الحکم کی سابقہ خدمات کو یاد دلا کر قوم سے مطالبہ کیا تھا۔ کہ وہ الحکم کی ہر طرح اعانت کریں۔ اور فرمایا تھا "الحکم کو کم از کم دو تین سال باوجود اس کی کمزوری کے ایسا موقعہ دیں۔ کہ وہ اپنی حالت کو بہتر بنا سکے"

یہ تو حالات خود بتلائیں گے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں کس قدر اہل دل آگے بڑھتے ہیں۔ ہاں اس میں شک نہیں۔ کہ اگر احباب نے اس سفارش پر ذرا بھی توجہ دی۔ تو الحکم اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے گا۔

ورنہ اس وقت حالت یہ ہے۔ کہ الحکم کا جاری رہنا بظاہر بالکل محال نظر آتا ہے۔

سر دست جیسے کہ میں پہلے بھی اعلان کر چکا ہوں۔ کہ پرچہ دو۔ دو پرچوں کا مجموعہ ہوا کرے گا۔ اور سر دست ۱۲ صفحے ہر ایک پرچے میں ہوا کریں گے۔

جن کے ذمہ بقایا ہے۔ اور خواہ وہ ایک پیسہ ہی کیوں نہ ہو۔ ان نازک حالات میں وہ اس کی ادائیگی فرما دیں۔ اس وقت یہ بہت بڑی خدمت ہے۔

اس نمبر کے ساتھ نئی جلد کا آغاز کر دیا ہے۔ اگرچہ حساب کے لحاظ سے جن کی رقمیں پیشگی آچکی ہیں۔ ان کو مزید نو ماہ پرچہ اسی حساب میں دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ ہماری کمزوریوں کی پردہ پوشی فرمائے۔ وہ خود ہم کو طاقت دے اور ہماری نصرت فرمائے۔ اور اس اخبار کو جاری رکھنے کے غیب سے سامان پیدا کر دے۔

اے خدا تو ہی بیچاروں کا چارہ کار ہے اور کمزوروں کا سہارا ہے۔ تو آسمان سے اپنی نصرت نازل کر۔ اور میری مایوسی کو امید میں تبدیل کر دے۔ اور اخبار الحکم کی کھوئی ہوئی طاقت، شہرت کو پھر نئے سرے سے قائم کر دے۔ تیرے لئے کچھ مشکل نہیں۔

اور اے خدا جن لوگوں کے ذمہ الحکم کے بقائے جمع ہیں۔ میں تو ان کو توجہ دلا دلا کر تھک گیا ہوں۔ تو اُن کے دل پر الہام نازل فرما کہ وہ الحکم کا گلا گھونٹنے والے نہ بنیں ان کو توفیق دے۔ کہ وہ شرح صدر سے اس رقم کو ادا کر دیں۔ آمین ؕ

(محمود احمد عرفانی)

الحکم کے بقایا کیلئے ضروری ہے

آپ کے ذمہ اگر اس کی معمولی سے معمولی رقم بھی ہے۔ تو آپ اسے ادا کر دیں۔ ورنہ اخبار کا جاری رہنا ناممکن ہے

(محمود احمد عرفانی)

شاہنامہ احمدیتؑ کا ایک شہ پارہ

ایک کشف

آپ کی صداقت پر حضرت عبد اللہ غزنوی رحمہ اللہ کی شہادت

نتیجہ فکر شاعر احمدیت جناب ثاقب صاحب زیروی

"ایک نور آسمان سے قادیان کی طرف نازل ہوا۔ مگر افسوس کہ میری اولاد اس سے محروم رہ گئی"

دل پہ طاری ہے پریشانی جگر ہے پاش پاش
انبیاء کے وارثوں پر آئے دن کی شورشیں
یاد آجاتی ہیں جب بڑھتا ہے دل کا اضطراب
مہدیٔ موعود کہ آمد سے جس کی پیشتر
انتظارِ دید میں جس کے نگاہیں تھک گئیں

سینۂ مجروحوں پہ کچھ معلوم ہوتی ہے خراش
مہدیٔ موعود پر ناکام گندی تہمتیں
اور کر دیتا ہے پھر اُن کی ضلالت بے نقاب
رب مجدد حسرتِ دل سے رہے دیتے خبر
ہر کسی کے دل میں تھی جس کیلئے خواہشیں

کاش اس کو بھی وہی عہدِ مبارک ہو نصیب
ہوگی جس میں مذہبِ اسلام کو فتحِ عجیب

جب ہوا نازل تو یہ کم فہم اور کمزور دل[1]
دینِ احمدؐ کی جمالی شان سے گھبرا گئے
ملحد و دجال کے فتوے لگائے پے بہ پے

ہے گروہِ خاص جن کا عالموں پر مشتمل
دیکھتے ہی مہدیٔ موعود کو تھرا گئے
یہ مسیحِ قادیاں تو کافر و کذاب ہے

دوسری جانب مگر اخلاصِ قلبی دیکھئے
نیک روحیں کس قدر بیتاب ہیں اسکے لئے

نور چمکا بھی نہیں اور وہ ہیں اس کے منتظر
اس سے بڑھکر آپ کی ہو گیا صداقت کا نشاں

اپنی محرومی کی صد افسوس دیتے ہیں خبر
کر رہا ہے ایک ملہم کشف کو اپنے بیاں

قادیاں میں ہوگا نازل ایک نورِ لم یزل
جس سے آئیگا نظامِ معصیت میں اک خلل
قلب میں ان کے مگر محرومیت کا داغ ہے
جو نہ مانیگی اُسے اُس ذریت کا داغ ہے

ساقیٔ میخانۂ تحریکِ جدید[2] سے خطاب

ساغرِ بادۂ عرفاں پلا دے ساقی
فقط اک جام جو تدبیر کے عقدے کھولے
تجھ کو مولا نے کیا عطرِ رضا سے ممسوح
مجھ سے غمدیدہ پہ ہو جائے وہ چشمِ الطاف
تو نے جاری کیا خمخانۂ تحریکِ جدید
زخمۂ نور سے یوں چھیڑ ربابِ ہستی
تجھ سے اقوامِ زمانہ کی ہو برکت محبوب

میری سوئی ہوئی تقدیر جگا دے ساقی
فقط اک جام جو دیوانہ بنا دے ساقی
یہ مہک گلشنِ عالم میں بسا دے ساقی
جگمگا اٹھیں مرے سارے ارادے ساقی
اس سے بڑھکر تجھے توفیق خدا دے ساقی
قلبِ بیتاب کا ہر ذرہ دعا دے ساقی
میری بگڑی ہوئی قسمت بھی بنا دے ساقی

اپنے ثاقب کو جو احساس کی دولت بخشی
تجھ کو اس لطف کی اللہ جزا دے ساقی

---

[1] مراد شکم پرور علماء

[2] حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

سیرت مسیح موعود کو جلد شائع کرنیکی ضرورت

فدایان مسیح موعود علیہ السلام کیلئے توجہ طلب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فداہ نفسی و روحی کو ہم سے جدا ہوئے ہوئے تیس سال سے زائد کا عرصہ گذر گیا۔

مگر اس عرصہ میں ہم حضرت مسیح علیہ السلام کی مکمل سیرت و سوانح کو لکھ کر دنیا کے سامنے پیش نہ کر سکے؛

ہمارا اعتقاد ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز اور مظہر اتم تھے اس لئے اس پاک اور راستباز انسان کی سیرت جو سراسر قرآن کریم کا عملی نمونہ اور سیرت محمدیہ کا صحیح عکس تھا۔ شائع کرنا اس مقصد عظیم کے لئے بہت بڑا ممد و مددگار ہو سکتا ہے جس کے لئے آپ تشریف لائے۔

اور یہی نہیں۔ بلکہ دنیا کے قلوب میں جو بغض و تحاسد اور تنافر آپ کی ذات کی نسبت پیدا ہو چکا ہے۔ وہ بھی اسی صورت میں دور ہو سکتا ہے۔ جب کہ وہ اس روئے منور کو اس کے اصلی حسن میں دیکھیں۔

کس قدر بھی کوئی انسان خوبصورت ہو۔ اور کس قدر بھی وہ خوبیوں کی کان ہو۔ لیکن جب اس کے حسن و جمال کو انسانی آنکھیں دیکھ ہی نہ سکیں۔ اور جب اس کی خوبیوں سے کوئی واقف ہی نہ ہو۔ تو کوئی کیسے اس کی خوبیوں کا گرویدہ ہو سکتا ہے۔

چنانچہ

اس کی موٹی مثال ہمارے سامنے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام خوبیوں کے مصدر اور تمام پاکیزگیوں کے حامل تھے۔ اور جن کی شان میں فرمایا گیا

”آنچہ ہمہ خوباں دارند تو تنہا داری“

دنیا نے ان کی نسبت ہر قسم کی برائیاں جمع کر دیں۔ اور ہر قسم کے بھیانک سے بھیانک اور خوفناک سے خوفناک الزام ان پر تھوپ دیئے۔ ان کی ایسی تصویر لوگوں کے ذہن نشین کرائی گئی۔ کہ جس کی وجہ سے ہر ناواقف انسان ان کی مذمت کے لئے کھڑا ہو گیا۔ ایسی کتابوں کے انباروں کے انبار لگ گئے جو آپ کے خلاف لکھی گئیں۔ اور اس کا نتیجہ یہ پیدا ہوا۔ کہ وہ لوگ جو آپ کی ذات سے محبت کرتے تھے۔ وہ بعض اوقات بھڑک اٹھے۔ اور انہوں نے ان مذمت کرنے والے لوگوں کو قتل کر کے اپنے دل کی آگ کو ٹھنڈا کیا۔

یہ سب کچھ کیوں ہوا۔ کہ منبر پر چڑھ کر وعظ کرنے والے ملا لوگ تو حضور انور کی زلفوں کی اور چہرے کی بناوٹ کی خوبصورتیوں کی تعریف کرتے تھے۔ مگر وہ تعلیم وہ اخلاق وہ ہمدردی وہ شفقت اور وہ مخلوق کی بھلائی کا جذبہ جو آپ میں موجود تھا۔ اور جو آپ کی زندگی کا طرۂ امتیاز تھا اس کا ذکر تک نہ کیا جاتا تھا۔

تب اس ضرورت کو

حضرت امام جماعت احمدیہ نے محسوس کیا۔ اور اس غرض کے لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے انور کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ ایک دن مقرر فرما دیا۔ کہ اس دن سیرت رسول پر لیکچر ہوں۔

جماعت احمدیہ نے ہندوستان کے طول و عرض میں سیرت النبی کے جلسوں کا اہتمام کیا۔ اور آج ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہندوستان کے طول و عرض میں ہندوؤں اور سکھوں اور عیسائیوں میں صدہا ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔

جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خوبیوں کے معترف ہیں۔ اور پبلک اسٹیجوں پر کھڑے ہو کر اقرار کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حقیقت میں دنیا کے بہت بڑے **ہادی** اور راہنما اور **ریفارمر** تھے۔

یہ دوری کیسے دور ہوئی۔ اور یہ بعد کیسے کم ہوا۔ صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی اشاعت سے اور جیسے جیسے یہ کام وسعت اختیار کرتا جائے گا اور مخالفین اسلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے واقف ہوتے جائیں گے۔ ویسے ویسے اسلام کی محبت ان کے دل میں جاگزیں ہوتی چلی جائیگی؛

یورپ میں اسلام

ایک نہایت بھیانک صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔ ترک کا لفظ اس ساری کیفیت کو جو مسلمانوں کے متعلق انکے ذہن میں تھی آنکھوں کے سامنے لے آتا تھا۔ وہ ترک۔ ترک کہہ کر اپنے بچوں کو ڈرایا کرتے تھے۔ اور ایک مسلمان کی تعبیر ان کے ذہن میں ایک خونخوار جلاد کی تھی۔ لیکن جب احمدیت کے مبلغ یورپ میں گئے اور انہوں نے اسلام کی صحیح تعلیم ان میں پھیلائی۔ تو اسی یورپ میں ایسے لوگ پیدا ہو گئے۔ کہ جو رات کو سوتے نہیں جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں بھیج لیتے۔ یہ تغیر کیسے پیدا ہوا۔ ان غلط فہمیوں کے دور کر دینے سے جو اسلام کے متعلق ان کے ذہنوں میں پیدا کی گئی تھیں۔

پس

اگر صحیح طریق اشاعت سے اس صدیوں کی نفرت کو جو نسلاً بعد نسلٍ ہندوؤں سکھوں۔ عیسائیوں اور مخالفین اسلام کے دلوں میں اور باشندگان یورپ کے دلوں میں پیدا کی گئی تھی سے دور کیا جا سکتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ ہم اس عداوت کو اس **نفرت** اور **حقارت** کو دور نہیں کر سکتے۔ جو ابھی چند سال ہوئے دشمن نے سادہ لوح لوگوں کے دلوں میں پیدا کی۔ بیشک ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کو پیش کر کے دنیا کے قلوب کو بدل سکتے ہیں۔ اور اس آگ کو جو عداوت کے رنگ میں ان کے قلوب میں جلائی گئی ٹھنڈا کر سکتے ہیں۔

اور اس طرح

ہم ان لوگوں کو جن کو اپنے سے کٹے ہوئے خیال کرتے ہیں۔ اپنے قریب لا سکتے ہیں۔ اور اس مقصد عظیم کی اشاعت زیادہ سے زیادہ کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ جس کے لئے حضور اس دنیا میں مبعوث ہوئے۔ پس سیرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکمیل اور اس کی اشاعت نہ صرف یہ کہ ہماری محبت کی ایک بڑی دلیل ہے۔ وہ اس مقصد کے اشاعت کے لئے بھی نہایت ضروری ہے۔

ایک عرصہ ہوا

جب کہ حضرت عرفانی کبیر نے سیرت و سوانح کا کام شروع کیا۔ مگر میں کیسے کہوں اور کس طرح کہوں۔ کہ جماعت کی طرف سے اس کام کی سرپرستی نہ ہوئی۔ اور وہ نمبر جو تھوڑی تعداد میں شائع ہوتے تھے۔ وہ اب تک الماریوں کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ باوجود اس کے کہ حضرت امام نے اس کتاب کی نسبت فرمایا تھا کہ

”یہ کتاب ہر احمدی گھر میں رہنی چاہیئے
خواہ وہ پڑھا ہوا ہو یا ان پڑھ،

اتنی بڑی سفارش کے بعد چاہیئے تھا۔ کہ اس سیرت کے اس وقت تک متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہوتے۔ مگر افسوس کہ قوم کی عدم توجہ نے اس کام کو جاری نہ رہنے دیا۔

ایک بہت بڑے کنبے کی ذمہ داری اٹھائے اپنی ضرورتوں کا گلا گھونٹ کر اور اپنی ہر ضرورت کو بھلا کر قرض دام لے کر جب کوئی شخص ایک عظیم الشان خدمت کو انجام دیتا ہے۔ اور وہ اس تحفہ کو لے کر اپنی قوم کے پاس آتا ہے۔ تو وہ اس کی سرپرستی نہیں کرتی۔ تو اس کے اندر کام کے لئے امنگ کیسے پیدا ہو سکتی ہے۔ بعض احباب نے ان نمبروں پر گران قیمت ہونے کی شکایت کی۔ اور اس لئے ان کے خریدنے کی جرأت نہ کی۔ مگر اس میں مجھے عرفانی کبیر اور فردوسی میں ایک مناسبت نظر آئی۔ چالیس سال تک ایک قلم دن رات مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات جمع کرنے میں جولانی دکھاتی رہی۔ اور جب اس نے اس خدمت کو پیش کر کے ان لوگوں سے جو اپنے محبوب کے فداکار تھے۔ اپنی خدمت کا صلہ چاہا۔ تو انہوں نے دیناروں کے بدلے درہموں کے ساتھ اس کی قیمت لگائی۔

تب اس زمانے کے فردوسی کو صدمہ ہوا۔ اور اس نے اپنی تحریر کو الماریوں میں بند کر دیا۔ اور بآواز بلند کہا کہ

مجھے ایسے دوستوں کی ضرورت ہے

جو سیاہی اور کاغذ کا حساب نہ لگائیں

افسوس کہ ایسے دوست تلاش پر بھی نہ مل سکے۔ اور اگر ملے تو وہ اتنے کم تھے۔ کہ النادر کالمعدوم کے مفہوم میں آ جاتے تھے۔ اور وہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔

ان کو کسی قیمت پر سیرت نہ دو،

اس مناسبت سے مجھے ایک واقعہ یاد آیا۔ ایک دوست جو مخلص اور پرانے صحابی تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت پا چکے تھے۔ مگر غریب آدمی تھے۔ ایک دفعہ سیرت مسیح موعود خریدنے کے لئے آئے۔

حضرت عرفانی کبیر کی موجودگی میں انہوں نے سیرت کو ہاتھ میں لے کر کہا۔ کہ آپ نے اس کی بڑی قیمت رکھی ہوئی ہے۔ حضرت عرفانی کبیر کو ان کی اس بات سے صدمہ ہوا۔ فوراً ان کے ہاتھ سے کتاب چھین لی۔

اور مجھے کہا۔ کہ آئندہ نوٹ کر لو۔ کہ ان کو کسی بھی قیمت پر یہ کتاب نہ دی جائے۔ اور پھر ان سے کہا۔ کہ

تیرہ سو سال کے بعد خدا کا مسیح دنیا میں آیا۔ کروڑہا انسان اس کے دیکھنے سے محروم رہ گئے۔ اور بہت تھوڑے ایسے خوش نصیب تھے۔ کہ جنہوں نے اسے دیکھا۔ اور اس کی صحبت پائی۔ اب وہ دنیا میں کبھی نہیں آئے گا۔

اور نہ اس کے منہ سے کلمات پھر جمع کئے جائینگے

پس وہ نعمت جو دنیا میں ایک ہی دفعہ آئی۔ اسکی قیمت آپ لوگ سکوں سے لگاتے ہیں۔ اور مجھے آپ سے اس لئے بھی رنج ہے۔ کہ آپ نے خدا کے اس مامور و مرسل کو دیکھا ہے۔ اس عشق و محبت

جو صحابہ میں ہے۔

یہ تقاضا ہے۔ کہ میں جو مانگوں وہ مجھے دیا جائے نہ کہ تم اس طرح اس کی ناقدری کرو۔ اس لئے میں اب آپ کو کسی قیمت پر نہ دوں گا۔ یہ بھی کہا۔ کہ بے شک آپ یہ کہیئے کہ میں یہ دے سکتا ہوں۔ خواہ وہ کتنا ہی کم ہو۔ مگر یہ مناسب نہ تھا۔ کہ سیرت کے متعلق یہ کہا جاتا۔ کہ اس کی قیمت زیادہ ہے۔ سونے کا پہاڑ بھی اس کے مقابل کم ہے"۔

وہ دوست پرانے اور نیک تھے۔ انہوں نے اپنی غلطی کو محسوس کیا۔ اور معذرت کی۔ حتی کہ سیرت کو حاصل کر لیا۔

الغرض

عرفانی کبیر کے دل میں ایک جذبہ عشق ہے۔ جس کی وجہ سے وہ چاہتے ہیں۔ کہ لوگ اس کتاب کو عاشقانہ روح سے دیکھیں

مگر

خریدنے والے اسے بھی کتاب جانتے ہوئے اسے کتاب کے رنگ میں خریدنا چاہتے ہیں۔ اور یہی ایک روک ہے۔ جس کی وجہ سے پہلی کتاب پڑی ہوئی ہے۔ اور آگے اس کی اشاعت کا انتظام جاری نہ رہ سکا۔

عرفانی کبیر رو پڑے

میں کبھی کبھی ویسی باتیں بھی لکھ جاتا ہوں۔ جو مجھے لکھنی نہ چاہیئیں۔ مگر کسی وقت اندر ایک جوش پیدا ہوتا ہے۔ اور میں کہہ جاتا ہوں۔ میں جو بات اب لکھنی چاہتا ہوں۔ معلوم نہیں۔ کہ حضرت والد صاحب اسے پسند کریں گے یا نہیں مگر ایک حقیقت کو میں کیسے چھپاؤں۔

بمبئی کے زمانہ قیام میں انہوں نے محسوس کیا۔ کہ اعلےٰ حضرت نظام کے خلاف ایک منظم سازش کے ماتحت پراپیگنڈہ ہو رہا ہے۔ اور لوگوں کی نگاہ میں اعلیٰ حضرت نظام کو گرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تب آپ نے ایک کتاب اعلیٰ حضرت کی سیرت و سوانح پر لکھنے کا عزم کیا۔ اور

سیرت عثمانی

نام ایک کتاب شائع کر کے سر مہاراجہ کرشن پرشاد کو دکھائی اور اجازت چاہی۔ کہ اسے مہاراج کے نام سے معنون کیا جائے۔ میں اس وقت آپ کے ساتھ تھا۔ مہاراج نے اس کتاب کے متعلق بڑی داد دی۔ اور اپنے ہاتھ سے لکھا۔ کہ

میں بصد فخر و مباہات اس کتاب کو اپنے نام کے ساتھ منتسب کرنیکی

اجازت دیتا ہوں

اور اس کتاب کی ہر طرح سرپرستی کرنے کا یقین دلایا حضرت عرفانی کبیر مہاراج کے بنگلے سے نیچے اترے۔ انکی آنکھوں میں اس وقت آنسو تھے۔ اور انہوں نے کہا ہائے افسوس

میں نے سیرت مسیح موعود لکھی اور ایک شخص بھی اس کی اشاعت کے لئے آگے نہ بڑھا

اور میں نے ایک بادشاہ کے حالات لکھے۔ اور اس پر بڑے بڑے آدمی چاہتے ہیں۔ کہ بصد فخر و مباہات ان کے نام اسے منسوب کیا جائے۔ اور وہ اس کی اشاعت کے لئے روپیہ خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا۔

"میرا دل چاہتا ہے۔ کہ میں اس کتاب کے ڈھیر کو آگ لگا دوں"۔

میں کبھی آج تک بادشاہوں کے دروازے تک نہیں گیا تھا۔ یہ نہ سمجھا جائے۔ کہ آخر عمر میں عرفانی روپیہ کیلئے بادشاہوں کی سیرت لکھنے لگ گیا۔

ہم مہاراج کے باغیچے میں کھڑے تھے۔ میں انکی آنکھوں سے شبنم کے قطروں کی طرح آنسو گرتے دیکھ رہا تھا۔ اور مجھے یہ یقین ہو رہا تھا۔ کہ یہاں سے گھر پہنچتے ہی سیرت عثمانی آگ کی نظر ہو جائیگی۔

میں نے کہا۔ کہ آپ نے یہ کتاب ان سازشوں اور پروپیگنڈوں کے جواب میں لکھی ہے۔ جو ایک اسلامی سلطنت کو مٹانے کے لئے کئے جا رہے ہیں۔ آپ کی نیت تو روپیہ پیدا کرنے کی نہیں تھی۔ تو پھر لوگوں کے کہنے کی کیا پرواہ۔

میرے کہنے کا یہ اثر تو ہوا۔ کہ کتاب جلائی نہ گئی۔ مگر کئی سال گذر گئے اور باوجود ذرائع کی موجودگی کے وہ کتاب آج تک اعلیٰ حضرت نظام دکن کی خدمت میں پیش نہ کی گئی۔ اس سے اس امر کا بخوبی پتہ چل سکتا ہے۔ کہ جو انسان سیرت مسیح موعود علیہ السلام لکھنے کا تہیہ کئے ہوئے ہے۔ اس کے قلب کی کیا کیفیات ہیں۔

اگر روپیہ کی کمانا ہوتا۔ تو بے شک آپ کی قلم ایسی چیزیں پیدا کر سکتی تھی۔ جس کے بدلے میں روپیہ آپ قدموں پر نثار ہوتا رہتا۔ مگر آپ کو اس سے کراہت طبعی رہی۔

اہل پیغام اور مجدد اعظم

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے دو ضخیم جلدوں میں مجدد اعظم کتاب تصنیف کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی سعی و کوشش اور محنت کا جہاں تک تعلق ہے۔ ان کی محنت قابل شکر گذاری ہے

مگر

اس کتاب میں الحکم اور عرفانی کبیر کی کوششوں کو بھی نمایاں دخل حاصل ہے۔ اور ہمارے سلسلہ کے دوسرے اکابر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب اور دیگر اکابر کی روایات اور سعیوں کا بھی بڑا دخل ہے ان چیزوں کو جب انہوں نے جمع کر کے فائدہ اٹھا لیا ہے تو اب اہل پیغام جماعت احمدیہ قادیان کی غیرت کو چیلنج دے رہے ہیں۔ کہ تم سے تیس برس میں حضرت مسیح موعود کی سیرت بھی شائع نہ ہو سکی۔

میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ موقع ہم نے خود ہی ان کے لئے پیدا کیا ہے۔ ورنہ یہ کوئی بات نہ تھی۔ کہ اتنی مدت میں سیرت کا کام ختم نہ ہو چکا ہوتا۔

کتاب مجدد اعظم

کتاب مجدد اعظم پر کسی قدر ریویو کی ضرورت ہے۔ جو اگر خدا نے صحت دی۔ تو پھر کسی اشاعت میں لکھ سکوں گا۔ مگر یہاں ایک بات کہہ دینی چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ کتاب مجدد اعظم میں ان تمام باتوں کو نمایاں کیا گیا ہے۔ جو **نبوت۔ کفر اسلام۔ مقبرہ بہشتی۔ خلافت۔ مصلح موعود۔** حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد وغیرہ امور کے متعلق ہمارے اور ان کے درمیان مابہ النزاع ہیں۔ اور اس طرح انہوں نے پوری کوشش کی ہے۔ کہ سیرت مسیح موعود کے پردے میں ان تمام باتوں کو سادہ لوح قارئیں کے دلوں کو مسموم کرنے کے لئے لکھ دیں۔

اب جبکہ

اس قسم کی ایک سیرت منصۂ شہود میں آ چکی ہے۔ تو سخت ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت و سوانح کا جو سلسلہ حضرت عرفانی کبیر نے شروع کیا تھا۔ اسے جلد پایہ تکمیل کو پہنچا دیا جائے۔ تاکہ ان خیالات کا بھی سدباب ہو سکے۔ جو اس کتاب میں نہایت عقلمندی و ہوشیاری سے رکھے گئے ہیں:۔

صرف ایک ہزار خریدار

میں جماعت احمدیہ کے ان تمام فداکاروں سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ ان حالات پر غور کریں۔ اور سوچیں کہ ہم کو سیرت مسیح موعود کی اشاعت کے لئے کیا کرنا چاہیئے۔ اور خصوصاً جب کہ ایک دوسری جماعت جو ہر طرح سے ہم سے چھوٹی ہے۔ اور جن کے متعلق ہم کو یقین ہے۔ کہ وہ جادہ صواب سے بھٹک گئے ہیں۔ وہ ایک رنگ میں اس کام کی تکمیل کر کے اب ہماری غیرت کو اپیل کر رہے ہیں۔ کیا ہمارا فرض نہیں۔ کہ ہم عملی طور پر ان کے چیلنج کو قبول کر کے ایک سال کے اندر اندر سیرت مسیح موعود کے کام کو ہم مکمل کر کے دکھ دیں۔ اسی غرض کے لئے میں آپ سے کوئی بڑا مطالبہ نہیں کرتا۔ صرف

ایک ہزار دوستوں

سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ اس امر کا اقرار کریں۔ کہ اس کی اشاعت پر اسے فوراً خرید لیں گے۔ ایک ہزار ناموں کے درج رجسٹر ہونے پر سیرت مسیح موعود علیہ السلام کے کام کی تکمیل کا آغاز اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہو سکے گا۔

میں اس مضمون میں حضرت عرفانی کبیر کی خدمت میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ سیرت مسیح موعود کی تصنیف کا کام ایک قومی قرض ہے۔ جو آپ کے ذمہ ہے۔ آپ اسے پایہ تکمیل تک پہنچا کر عند اللہ بری ہو جائیں۔ مجھے یقین ہے۔ اس کی اشاعت کا سامان بھی اللہ تعالےٰ پیدا کر دیگا

(خاکسار محمود احمد عرفانی) (باقی آئندہ)

دعائے صحت

حضرت ام المومنین الحال اللہ بقاھا کی صحت ایک عرصہ سے سخت ناساز ہے حضرت ام المومنین کا وجود ہمارے لئے ایک نہایت ہی بابرکت اور مقدس وجود ہے۔ خدا تعالےٰ نے بارہا اپنی وحی پاک میں فرمایا۔

انی معک و مع اھلک

پس خدا تعالیٰ کی معیت اس پاک وجود کیساتھ بھی ویسی ہی ہے جیسے خدا کے فرستادہ کے ساتھ تھی۔ اس لئے احباب دردِ دل سے اس پاک وجود کی صحت اور درازئ عمر کیلئے دعا کرتے رہیں۔

ریویو

تحریک بہائیت پر تبصرہ

مولوی ابو العطا صاحب سابق مبلغ بلاد اسلامیہ نے ایک نہایت قیمتی کتاب تحریک بہائیت پر تبصرہ کے نام سے تصنیف فرمائی ہے۔

عام طور پر لوگوں کو بہائیت کی اندرونی تصویر کا علم نہیں۔ بہائیت کی اصل تصانیف فارسی یا عربی میں ہیں۔ اور وہ اردو خواں یا انگریزی دان پبلک سے دور رکھی جاتی ہیں۔

بہائیوں کے متعلق لوگوں کے مختلف خیال ہیں۔ بعض لوگ اسے وسیع الخیال لوگوں کا مذہب خیال کرتے ہیں۔ جو **ہندو۔ مسلمان۔ عیسائی۔ یہودی** ہر قسم کے لوگوں میں اتحاد کی لہر پیدا کرنے کا متمنی ہے۔

بعض ان کو مسلمانوں کا ایک فرقہ خیال کرتے ہیں۔ جو بہاء اللہ کو مصلح ادیان . . . ، سمجھتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ وہ وحی الٰہی کا دروازہ کھلا جانتے ہیں۔ اور ان کا خیال ہے۔ کہ بہاء اللہ نبوت کا دعوی کرتے تھے۔ متضاد خیالات متضاد قسم کے لوگوں میں پیدا ہوئے۔

مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ کوئی بھی اصل حقیقت سے واقف نہ تھا۔ بہائی ازم کا زریں اصول یہ ہے۔ کہ

استر ذھبک و ذھابک و مذھبک اپنی دولت اور سفر اور مذہب لوگوں سے پوشیدہ رکھو۔

بہائیوں نے ہمیشہ کوشش کی۔ کہ وہ لوگوں کو اس راز سے آگاہ نہ ہونے دیں۔ کہ وہ ایک گھنونی قسم کی مردم پرستی میں مبتلا ہیں۔ بہت سے لوگ احمدیت کا موازنہ بہائیت سے کرتے اور اپنے دماغ میں طرح طرح کی باتیں قائم کرتے رہتے ہیں۔

خواہ وہ لوگ بہائیت کے جال میں مبتلا ہوں۔ انمیں سے بعض تو اپنی روحانی بیماریوں کی وجہ سے ہی اس سنہری جال کا شکار ہوئے ہیں۔ اور بعض کو قطعاً یہ علم نہیں۔ کہ بہائیت کیا چیز ہے۔

اس گورکھ دھندے کے پوست کندہ حال کو واضح کرنے کے اردو زبان میں کوئی ایسی مکمل کتاب موجود نہ تھی۔

خدا بھلا کرے مولانا ابو العطاء صاحب کا جنہوں نے نہایت محنت اور عرقریزی کے ساتھ اردو زبان میں ایک جامع کتاب تصنیف کر دی۔ جس میں بہائی مذہب کی مکمل تاریخ اور تفصیلی حالات نہایت وضاحت کے ساتھ دے دیئے گئے ہیں۔

اور اس کے سوا ایک چیز جس کو بہائی مذہب کے پیرو پیش کرنے سے ہمیشہ گریز کیا کرتے تھے۔ وہ ان کی مذہبی کتاب ہے۔ جس کا نام **کتاب اقدس** ہے ؛

بہائی ہمیشہ ہزار ہا روپیہ کتابوں کی اشاعت پر خرچ کرتے تھے۔ مگر وہ اس کتاب کو شائع نہیں کرتے تھے۔ جس نے دنیا کی تمام مذہبی کتابوں کو منسوخ کر دیا تھا۔ اس لئے کہ وہ کتاب کچھ ایسے خیالات کا مجموعہ ہے۔ کہ پڑھنے والا خود بخود ایک ایسے ایمان و یقین سے بھر جاتا ہے۔ کہ یہ کتاب خدا تعالے کے وجود سے دور ڈالنے والی ہے۔

کتاب اقدس کی تعلیمات

کتاب اقدس وہ کتاب ہے۔ جس کے وجود سے بہائیوں کے نزدیک قرآن کریم منسوخ ہو گیا۔ جس کی وجہ سے وہ تمام آسمانی تعلیمیں جو خدا تعالے نے قرآن کریم کے ذریعے نازل فرمائیں۔ اور پھر ان کے حق میں فرمایا۔

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔

اور وہ اسلام جس کی نسبت فرمایا:۔

ان الدین عند اللہ الاسلام۔

اور فرمایا:۔

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا لن یقبل منہ۔

اس کو یک بیک جنبش قلم منسوخ کر کے رکھ دیا۔ یہ ایک عظیم الشان انکشاف ہے۔ جس سے علی العموم مسلمان ناواقف تھے۔ اور وہ یہی سمجھے بیٹھے تھے۔ کہ یہ بھی مسلمانوں کا ایک فرقہ ہے ؛

پھر بہائیت نے عیسائیت سے ایک قدم آگے رکھا۔ وہ تو ابنیت کے رنگ میں مسیح کی الوہیت پیش کرتے تھے مگر بہائیوں نے بہاء اللہ کو جو عکہ میں ترکی حکومت کا قیدی تھا۔ خود خدا کی صورت میں پیش کیا۔ اور لوگوں کو اس کی قبر کا سجدہ کرنے کی تلقین کی۔

شریعت بہائیہ کی تعلیم کا ایک منظر

بہائی تعلیم کے کئی ایسے منظر ہیں۔ جن کو فطرت انسانی خود بخود دھکے دیتی ہے۔ مگر ہم یہاں سب تفصیل سے پیش نہیں کر سکتے۔ جہاں بہائی شریعت نے ان محرمات کا ذکر کیا ہے۔ جن سے نکاح منع قرار دیا گیا ہے۔ وہاں صرف ماں ہی کا نام لیا گیا۔

اور **بہن۔ بیٹی۔ اور چچی۔ پھوپھی و خالہ** وغیرہ رشتہ دار عورتوں کا نام تک نہیں لیا گیا۔

کیا اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ شریعت بہائیہ سوائے ماں کے اور کسی عورت سے نکاح کو ناجائز قرار نہیں دیتی۔ ہر انسان جب غور سے اس تعلیم کو دیکھے گا۔ تو اس کے اندر سے ایک ضمیر کی آواز پیدا ہوتی ہوئی سنائی دیگی۔ کہ یہ تعلیم فطرت انسانی کے خلاف ہے ؛

خلاف وضع فطری اور بہائیت

شریعت بہائیہ جب اس مسئلہ کے متعلق کچھ کہنا چاہتی ہے جسے ہر انسان خلاف فطرت کہکر نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

تو شریعت بہائیہ یہ کہکر خاموش ہو جاتی ہے۔ کہ **اس معاملہ میں کچھ کہتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔**

محض اس لئے کہ بانی مذہب کو ایک بات کے کہنے میں شرم محسوس ہوئی اس نے اپنی ساری قوم کو اندھیرے میں ٹاک ٹوئے مارنے کے لئے چھوڑ دیا۔ کہ وہ جو راہ چاہیں اختیار کر لیں۔ اگر ان کے گرد و پیش ایسی فضا ہو۔ جو اسے جائز و درست خیال کرتی ہے۔ تو وہ بھی درست خیال کر لیں۔ اور اگر اسے برا خیال کرنے والوں کا زور ہو۔ تو برا خیال کر لیں۔

حالانکہ ضرورت تھی۔ کہ ایک قوت فیصلہ سے کام لیکر ایک گندے اور ناپاک فعل کو حرام اور ناجائز قطعی قرار دیا جاتا۔ مگر بانی مذہب کو ایسا کرنے کی جرأت ہی نہیں ہوئی۔

زناکاری اور بہائیت

جہاں دنیا کے تمام مذاہب نے زناکاری کو مٹانے کے لئے انتہائی جد و جہد کی ہے۔ وہاں قوم نے زناکاری کے انسداد کے لئے صرف تھوڑے سے جرمانہ [illegible] ہر شخص جان سکتا ہے۔ کہ جب زناکاری جیسی چیز کی سزا ایک ادنی درجہ کا جرمانہ ہو۔ تو شاید ہزاروں میں سے چند آدمی نکلیں گے۔ جو اس کی خلاف ورزی کرنے کی جرأت نہیں کریں گے۔ بلکہ ہر گنہگار کو ایک حوصلہ ہوگا کہ معمولی جرمانہ ادا کر کے میں مذہب اور سوسائٹی کی سزا سے بچ سکتا ہوں۔ پس بہائیت کی تعلیم اس قدر کمزور ہے۔ کہ وہ بدکاریوں اور گناہوں کا ذرا بھی سد باب نہیں کر سکتی۔

بلکہ خود اپنے ان سیلاب میں اس طرح سے بہہ جاتی ہے۔ جیسے ایک طوفانی سیلاب میں خس و خاشاک بہہ جاتے ہیں۔ ان سارے حالات سے مولانا موصوف کی کتاب میں بوضاحت پردہ اٹھا دیا ہے۔ اور بہائیت کو بے نقاب کر دیا ہے۔

یہ ایک تریاق ہے۔ جو بہائیت کے کوبرے کی کچلیاں توڑنے کے لئے تیار کیا گیا ہے۔

میں بہائیت کو نسل انسانی کے لئے ایک نہایت خطرناک زہر خیال کرتا ہوں۔ ضرورت ہے۔ کہ اس کی حقیقت کو ہر جگہ اور ہر انسان کے سامنے بے نقاب کیا جائے۔ تاکہ لوگ اس کے حملہ سے بچ سکیں۔

بہائیت اس لئے اور بھی زیادہ خطرناک ہے۔ کہ اس کا حملہ پوشیدہ طور پر ہوتا ہے۔ اس لئے ہر احمدی کو خصوصاً اور ہر انسان کو عموماً اس کتاب کو پڑھنا چاہیئے۔ تاکہ وہ بہائیت کو سمجھے۔ اور اس کے برے اثرات سے بچ سکے۔

اور اس امر کی بھی ضرورت ہے۔ کہ اس کتاب کی مفت اشاعت بہائی نوجوانوں میں کی جائے۔ تاکہ ان میں سے جو سعید روحیں محض دھوکے اور فریب سے ان کے جال میں پھنسی ہوئی ہیں۔ وہ آزاد ہو سکیں ؛

میں مولانا صاحب کو اس کتاب کی تصنیف پر صدق دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ احباب یہ کتاب مولوی صاحب سے براہ راست ایک روپیہ قیمت پر خرید سکتے ہیں ؛

مشیت الٰہی

میرا ارادہ تو یہی تھا۔ کہ الحکم ۷ فروری سنہ ۴۱ء کو شائع ہو جاتا۔ مگر مشیت الٰہی کچھ اور تھی کہ باوجود اسکے کہ کاپیاں لکھی گئیں۔ میں مرض کاربنکل میں مبتلا ہو گیا۔ اور اس شدید مرض میں فروری سارا گذر گیا۔ اور جب ذرا طبیعت کے سنبھلنے پر الحکم پریس میں بھیجا۔ تو دو کاپیاں اڑ گئیں۔ اسلئے مجبوراً ایک نئی کاپی لکھوا کر اس نمبر کو ۸ صفحوں پر شائع کیا۔ میں ایسا کرنیکے لئے بالکل مجبور ہو گیا۔ اور میری کوشش اور محنت کوئی کام نہ کر سکی۔ آئندہ پرچہ انشاء اللہ وقت پر ۱۲ صفحات پر شائع ہونیکی توقع رکھتا ہوں۔ دوسرا نمبر ۲۱ مارچ کو نکالا جائیگا [illegible] محمود احمد عرفانی

اخبار الحکم کیلئے ایک سو ہمدردوں کی ضرورت

پانچروپیہ ماہوار کی قسط میں الحکم کے گذشتہ فائل

ہم کو اخبار الحکم کے قیام وبقا کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے اگرچہ بہت سے ایسے دوست بھی ہیں۔ جن کی طرف الحکم کے بقائے جمع ہیں۔ اور الحکم موت وحیات کے تلاطم خیز سمندر میں تھپیڑے کھا رہا ہے۔ مگر ان کے قلب پر کوئی اپیل۔ کوئی دلگداز حالت موثر نہیں ہوتی۔ وہ ایک ہی چیز جانتے ہیں۔ کہ وہ خاموشی اختیار کر رکھیں۔ اگر خاموشی سے لوگوں کے حقوق ٹلائے جا سکتے ہیں۔ تو ان کو خوش ہونا چاہیئے کہ انہوں نے اپنے چند روپے بچا لئے۔ اور اگر یہ حقوق کا سوال ہے اور یہ اللہ تعالےٰ کے حضور پوچھا جائے گا۔ تو ان کو اس کی فکر کرنی چاہیئے۔

میں ایک عرصہ تک یہ یقین رکھتا تھا۔ کہ ہماری یہ رقم ضائع نہیں ہوسکتی مگر اب مجھے ایک لمبے عرصہ کے تجربہ سے یہ یقین ہو چلا ہے۔ کہ اس رقم کی وصولی کی بظاہر کوئی امید نہیں۔ لیکن میں ایسے احباب کو کہدینا چاہتا ہوں۔ کہ **الحکم اپنے مطالبہ کو کبھی معاف نہیں کریگا**۔ اس لئے اگر حقیقت میں ان کا دل خشیت الٰہی سے لبریز ہے۔ تو وہ اس قرضہ کو ... بھی دوسرے قرضوں کی طرح ادا کریں؂

یہ رقم جو احباب سے واجب الوصول ہے۔ وہ چار ہزار کی بڑی رقم ہے۔ جس کی عدم وصولی نے الحکم کو اس نوبت تک پہنچا دیا ہے۔ اس وقت حالت یہ ہے۔ کہ الحکم کا فنڈ بالکل صفر ہے۔

مگر

ہم اسے جاری رکھنے کے لئے انتہائی جدوجہد کرنی چاہتے ہیں۔ اسلئے ہماری تجویز ہے۔ کہ

الحکم کے گذشتہ فائلوں کو فروخت کردیا جائے

اور اس رقم سے الحکم کو زندہ رکھنے کی سعی کی جائے۔

اس غرض کیلئے

میں الحکم کے ایک سو ہمدردوں کو پکارتا ہوں۔ جو

پانچروپیہ ماہوار کی قسط

ادا کریں۔ ہر قسط کی ادائیگی پر ان کو ایک سال کا فائل بھیجدیا جایا کرے گا اسطرح سے وہ قیمتی خزانہ جو الحکم کے فائلوں میں محفوظ ہے۔ آپ کے پاس پہنچ جائے گا؂

گذشتہ چالیس سال کی تاریخ ان فائلوں میں آپ کو محفوظ ملے گی۔ مئے عرفان کے بھرے ہوئے شیشے خدا کے مامور ومرسل کی مجلسوں کا حال چلتے پھرتے بیٹھتے اٹھتے ہر مجلس کا رنگ ونقشہ اس میں نظر آئیگا۔ آسمانی وحی اور ایمان افروز مکاشفات آپ کو پڑھنے کو ملیں گے۔ یہی وہ الحکم ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

اپنا ایک بازو قرار دیا تھا

یہ سب کچھ اور اسکے علاوہ سلسلہ کے بزرگوں مثلاً حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ کے خطبے انکے ہاتھ کی تحریریں۔ یہ سب چیزیں آپکو الحکم میں ملینگی؂

الحکم کے گذشتہ فائل زیادہ سے زیادہ ایک سو ہونگے۔ جن کو دفتر الحکم گذشتہ چالیس سال سے سنبھال کر رکھ رہا ہے۔ جب یہ پرچے فروخت ہو جائیں گے تو پھر یہ کسی قیمت پر بھی دستیاب نہیں ہوں گے۔

خدا نے جنکو وسعت دی ہے

وہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ بڑی بڑی انجمنوں کے اراکین اپنی لائبریریوں کیلئے الحکم کے اس مجموعے کو خرید لیں۔ کیونکہ ایسا بہتر موقع پھر میسر نہ آئیگا۔ آپ کی ذراسی توجہ آپ کو ایک بہت بڑے خزانہ کی مالک بنادیگی۔ اور الحکم کو زندہ رکھنے کے لئے ایک اچھی مدد پہنچ سکے گی۔ والسّلام

المشتہر **محمود احمد عرفانی** ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان

میاں بشیر احمد صاحب بی اے ایل ایل بی انبالوی مرحوم کے حالات زندگی

نہایت رنج وغم کے ساتھ معروض خدمت ہوں۔ کہ بتاریخ ۹ر نومبر ۱۹۴۰ء میرا پیارا اکلوتا پوتا میاں بشیر احمد بی۔ اے ایل۔ ایل بی بارہ سال بیمار رہنے کے بعد اس جہان فانی سے ملک جاودانی کو رحلت فرما گیا۔ اور ہم سب کو داغ مفارقت دے گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جماعت دعا فرمادیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمادے۔ مرحوم کی ایک بیوہ۔ دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کا حافظ وناصر ہو۔ مرحوم پابند نماز۔ صابر۔ شاکر۔ نہایت ہی زیرک تھا۔ بڑے حوصلہ اور استقلال سے گیارہ سالہ بیماری کے گذار دیئے۔ مرحوم جہاں ادویات کے استعمال میں بہت سرگرم تھا۔ وہاں دعاؤں کا بھی بہت ہی قائل تھا۔ کہا کرتا تھا۔ کہ میں دعاؤں کی برکت سے ہی اب تک زندہ ہوں۔ مرحوم نے دنیوی اور دینی علوم میں کمال حاصل کرلیا تھا۔ روزمرہ تلاوت قرآن شریف کے بعد اخبار الفضل اور دیگر سلسلہ کے رسائل اور کتب بارہ بجے دن تک زیر مطالعہ رکھتا۔ دنیوی امور میں بڑا صائب الرائے اور دینی امور میں پُرجوش اور مبلغ تھا۔ مرحوم چودہ سال تک سکول اور کالج میں تعلیم پاتا رہا۔ اور گیارہ سال تک مرض میں صاحب فراش رہا۔ گویا مرحوم کے غمزدہ باپ کی بتیس سالہ کمائی ۲ر نومبر کو سپرد خاک ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ اس کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا کرے۔

مرحوم ۶ر اکتوبر ۱۹۰۸ء کو پیدا ہوا۔ چھ سات سال کے مابین مدرسہ میں پڑھنے کے لئے بٹھلایا۔ ۱۹۲۲ء میں میٹرک پاس کیا۔ ۱۹۲۸ء میں بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۳۰ء میں ایف۔ ای۔ ایل کا امتحان پاس کیا۔ اپریل ۱۹۳۰ء سے بخار شروع ہوگیا۔ ڈاکٹروں نے تھا ٹیپس بخار تشخیص کیا۔ ستمبر ۱۹۳۰ء میں قریب المرگ ہوگیا۔ وزن صرف ۲۴ سیر رہ گیا۔ پاخانہ ٹیسٹ کرانے کے واسطے لاہور بھیجا۔ وہاں سے بی کولائی بخار تشخیص ہوا۔ اور اس کے دس انجکشن وہاں سے منگائے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے خواب میں دکھلایا۔ کہ شفا ہوگئی۔ چنانچہ یہ انجکشن لگاتے لگاتے بالکل صحت ہوگئی۔ دسمبر ۱۹۳۰ء تک بخار نارمل ہوگیا۔ جنوری ۱۹۳۱ء میں چلنے پھرنے لگ گیا۔ اپریل ۱۹۳۱ء میں تبدیلی آب وہوا کے لئے شملہ بھیجدیا۔ وہاں پانچ چھ ماہ رہنے کے بعد آیا۔ تو نہایت ہی مضبوط اور طاقتور ہوگیا۔ وزن ایک من اٹھارہ سیر ہوگیا۔ اکتوبر ۱۹۳۱ء میں پھر لاکالج میں داخل ہوگیا۔ ۱۹۳۲ء میں وکالت کا آخری امتحان دیا۔ پاس ہوگیا۔ مگر پھر بخار شروع ہوگیا۔ آب وہوا کی تبدیلی کے لئے کسولی بھیج دیئے گئے۔ موسم سرما میں واپس آگئے۔ مگر بخار سے کچھ افاقہ نہیں ہوا۔ پھر ۱۹۳۳ء میں تبدیلی آب وہوا کے لئے شملہ پر گئے۔ اس دفعہ بہت کچھ افاقہ ہوا۔ وزن بڑھ گیا۔ بدن میں طاقت بھی آگئی۔ سردی میں واپس آکر ۱۹۳۴ء میں وکالت کی پریکٹس شروع کردی۔ مگر پھر بخار آنے لگ گیا۔ ۱۹۳۵ء میں پھر کسولی پر موسم گذارا۔ ۱۹۳۶-۳۷ء میں میو ہسپتال لاہور اور سانگلی سینیٹوریم میں زیر علاج رہے ۱۹۳۸-۳۹ء میں گھر پر مقیم رہے۔ ۱۰ر اکتوبر ۱۹۴۰ء کو امرتسر جاکر سول ہسپتال میں داخل ہوگئے۔ وہاں پر مکرم ڈاکٹر محمد یعقوب صاحب وحیدی انچارج تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے معہ دوسرے ڈاکٹروں کے بڑے غور وخوض کے ساتھ معائنہ کیا۔ اور سب کی رائے ہوئی۔ کہ سینہ کا اپریشن کیا جائے۔ مرحوم وہاں پہ بخار میں افاقہ معلوم کرتا تھا۔ ایک دو دن ۹۸½ درجہ بخار رہا۔ بہت خوش ہوا۔ اور کہا تین سال کے بعد آج ۹۸½ بخار ہوا ہے۔ اور کہا میرا دل اپریشن کو نہیں چاہتا۔ مگر چونکہ سب ڈاکٹروں کا اس امر پر متفقہ طور سے اتفاق ہوگیا ہے۔ کہ اپریشن ہونے سے اچھا ہوجائے گا۔ اس لئے میں رضامندی دے دوں گا۔ ڈاکٹر صاحبان مرحوم کو دوسرے سب مریضوں کی نسبت بہت بہتر حالت میں معلوم کرتے تھے۔ ادھر زمین پر یہ تجویزیں ہورہی تھیں۔ ادھر آسمان پر طلبی کے حکم جاری ہورہے تھے۔ ۱۹۳۱ء سے لیکر وفات تک مرحوم کا وزن ایک من دس سیر سے کم نہیں ہوا۔ بدن اور جسم بالکل بھرا ہوا تھا۔ ہڈیاں مطلق دکھائی نہیں دیتی تھیں۔ جیسا کہ اس مرض میں عموماً ہوجاتا ہے۔ ۹ر نومبر ۱۹۴۰ء کی رات کو ۹ بجے رات کے صرف ایک الٹی خون کی آئی۔ اور چار منٹ میں اپنے مولیٰ حقیقی کے پاس چل بسا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس نصیب کرے۔ اور ہم سب پسماندگان کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا کرے۔ آمین ٭

مرحوم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں اکثر دعا کے لئے خطوط لکھتا رہتا۔ اور حضرت مفتی صاحب اور دیگر بزرگان سلسلہ کی خدمت میں بھی خطوط برائے دعا لکھتا رہتا۔ اور جب حضرت اقدس یا مفتی صاحب کا جواب آتا تو سینہ سے لگا لیتا تھا۔ اور کہتا کہ ان کے جواب سے مجھے بڑا آرام محسوس ہوتا ہے۔ مرحوم کا چھوٹا بھائی نذیر احمد ڈیری فارم امرتسر میں ملازم ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کو بلایا۔ اور ایک علیحدہ کمرے میں اس کی لاش رکھوادی۔ برخوردار نذیر احمد نے ٹیلیفون پر وفات کی خبر دی۔ جو دو بجے رات کو پہنچی۔ اور فون پر ہی اس کو ہدایت کی گئی۔ کہ مرحوم کی لاش یہاں پر اپنے شہر میں لے آوے۔ ڈاکٹر صاحب نے بڑی ہمدردی فرمائی۔ غسل اور تجہیز وتکفین اور لاری وغیرہ کا بندوبست کرانے میں نذیر احمد کو بہت مدد دی۔ چنانچہ لاری مرحوم کی لاش لے کر ۱۰ر نومبر ۱۹۴۰ء بوقت ۷ بجے شام کے یہاں انبالہ شہر میں پہنچ گئی۔ حصار سے مرحوم کی ہمشیرہ ۸ بجے رات کے اور پھوپھی ۱۲ بجے رات کے پہنچی۔ اور مرحوم کو ۱۲½ بجے رات کے سپرد خاک کردیا۔ اس طرح پر مرحوم ہمیشہ کے لئے اپنے عزیز واقارب سے غائب ہوگیا۔ حضرت صاحب کی دعائیں اور دوسرے بزرگان دین کی دعائیں دنیا میں بھی کام آئیں۔ اور آئندہ بھی بطور ذخیرہ کے کام دیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ دنیا میں بارہ سال تک اللہ تعالیٰ نے دعاؤں کی برکت سے مرحوم کو زندہ رکھا۔ کئی ماہ تک پریکٹس بھی کرائی۔ دوسرا لڑکا اور ایک لڑکی عطا کی اور جسم ایسا رہا۔ جیسا کہ تندرست کا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے مرحوم کو کبھی تشویش نہ ہوئی۔ مرحوم کے غمزدہ باپ نے چودہ سال تک مرحوم کو پڑھایا۔ اور پھر گیارہ سال تک بڑے صبر اور استقلال کے ساتھ اپنی بساط سے بڑھ کر بے حد علاج معالجہ کیا۔ گویا مرحوم کے والد کی ۲۶ سال کی ساری کمائی مرحوم کے ساتھ چلی گئی۔ مرحوم کی شادی ۱۹۲۷ء میں ہوئی۔ ۱۹۳۰ء سے بیمار ہوگئے۔ مرحوم کی بیوی نے بارہ سال کے عرصہ میں رات دن بے حد مرحوم کی خدمت کی۔ جو نہایت قابل قدر ہے۔ اور مرحوم کو بھی اس سے بے حد محبت تھی۔ جو بیان سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اجر عظیم دیوے اور صبر جمیل عطا کرے۔ اور اس کے بچوں کو دینی اور دنیوی ترقیات عطا کرے۔ آمین۔

حال میں پانچ چھ ماہ کا عرصہ ہوا۔ ہز ایکسی لینسی لیڈی لنلتھگو کے اعلان پر مرحوم نے لیڈی صاحبہ موصوفہ کی خدمت میں اپنی بارہ سالہ بیماری کے مفصل حالات لکھکر بھیجے تھے۔ جس پر بنظر ترحم خسروانہ سو روپے کی رقم دو اقساط میں مرحوم کو موصول ہوئی۔ مرحوم کی وفات کے بعد ایک رقم دس روپے کی ارسال فرمائی۔ ایک چٹھی بھی برآمد ہوئی جس میں لیڈی صاحبہ موصوفہ نے نہایت ہمدردی کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا۔ کہ دس روپے ماہوار کی رقم گو قلیل ہے۔ چھ ماہ تک ماہ بماہ ادا کی جایا کرے گی۔ چونکہ مرحوم فوت ہوچکا تھا۔ اس لئے یہ رقم دس روپے کی بڑے ادب اور شکریہ اور دعا کے ساتھ واپس کی گئی۔ بہت سے رشتہ داروں اور احباب کے خطوط مرحوم کی تعزیت اور اور اظہار ہمدردی پسماندگان آئے۔ میں سب صاحبان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور درخواست کرتا ہوں۔ کہ سب احباب برائے مہربانی دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دیوے۔ اور پسماندگان بالخصوص مرحوم کی بیوی اور والدین اور برادران اور ہمشیرہ کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا کرے۔

مرحوم کے چچازاد برادر رفیق احمد بی اے۔ ایل۔ ایل۔ بی جو سرسہ میں ایکسائیز انسپکٹر ہیں۔ مرحوم کی وفات حسرت آیات پر نہیں آسکے۔ چونکہ وہ تقریباً ہم عمر ہیں۔ مرحوم کی عمر ۳۲ سال کی اور رفیق احمد کی ۲۹ سال کی ہے۔ اس لئے ہر دو کو ایک عرصہ تک مدرسہ اور کالج وغیرہ میں ساتھ رہنے کا موقعہ ملا۔ اور مرحوم کے اخلاق اور نیک عادات کا قریب سے مطالعہ کیا ہے۔ برخوردار رفیق احمد کا تعزیت نامہ جو ۱۲/۱۱ کو انہوں نے سرسہ سے لکھا۔ اس کا اقتباس درج کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ "بھائی بشیر احمد کی اچانک موت کی تار صبح ۴½ بجے موصول ہوئی تھی۔ جو صدمہ اور رنج ان کے انتقال سے ہوا۔ بیان سے باہر ہے۔ مرحوم بالکل شباب ہی میں اپنے محبوب حقیقی سے جاملے۔ زمانہ تعلیم میں جو جو مشکلات طالب علم کیلئے ہوتی ہیں۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اس کے معاً بعد ہی آپ کو اس موذی مرض سے دوچار ہونا پڑا۔ جس میں کہ عزیز واقارب دوست وغمگسار۔ ڈاکٹر اور اطباء بے کار ثابت ہوتے ہیں۔ المختصر یہ کہ مرحوم جتنی مدت اس دنیا فانی میں مہمان رہے۔ اس میں آرام وآسائش نام کو نہیں تھی۔ اس کے علاوہ وہ امیدیں اور آرزوئیں جو والدین کو ایک جوان بیٹے سے ہوتی ہیں بالکل بھی پوری نہ ہوسکیں۔ مرحوم نہایت عقلمند۔ تیز فہم سلیم الطبع اور راست فطرت ہونے کے علاوہ بہترین موقعہ شناس اور صحیح الرائے تھے۔ یہی نہیں کہ آپ نے دنیاوی علوم میں کمال حاصل کیا تھا۔ بلکہ دینی معلومات میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔ احمدیت کے سچے خادم اور بزرگوں سے خلوص رکھنے والے انسان تھے آپ کے انتقال پُرملال سے ایک وہ علمی۔ ادبی۔ دینی و دنیاوی۔ اقتصادی اور معاشرتی خلیج حائل ہوگئی ہے۔ جس کی عبور مشکل اور ناممکنات سے ہے۔ آپ ہمیشہ راستگو رہے۔ جھوٹ سے ہمیشہ اجتناب کرتے رہے ہیں۔ وہ ہر پہلو سے نہ صرف عزیز واقارب بلکہ دوست واحباب کے لئے بھی نمونہ تھے۔ بہت ہی امیدیں ہونگی جو مرحوم اپنے ہمراہ لے گئے۔ اور بہت سی حسرتیں ہوں گی۔ جو ان کے دل میں ہمیشہ کیلئے دبی رہیں گی۔ موت کیا ہے۔ یہ اپنے محبوب اور معبود حقیقی سے ملنے کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ تکمیل حیات اور درستیٔ اخلاق کا دوسرا نام ہے۔ اصل میں مرنے والا صرف ان دنیوی نگاہوں سے روپوش ہوجاتا ہے۔ ورنہ اس کا اخلاق اور اسکی زندگی پسماندگان کے لئے

اللہ تعالیٰ اپنے پاک بندوں کو جلدی ہی اپنے پاس بلا لیتا ہے۔ اور برعکس اس کے دوسروں کو موقع دیتا ہے۔ کہ آخرت کے لئے اعمال فراہم کرلیں۔ اور راہ بد سے بچنے کی تلقین فرمائیں۔

مجھے بھائی صاحب سے چند ایک باتیں کرنی تھیں۔ افسوس ہے۔ میں اُن سے کوسوں دور تھا۔ موت میں کسی کا دوش نہیں۔ جو مشیت ایزدی ہوتا ہے۔ وہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے گناہوں کو بخش دے۔ اور اپنے قرب میں جگہ دے اور جنت نصیب کرے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔"

ابھی مرحوم طالب علم تھا۔ کالج میں پڑھتا تھا۔ کہ مرحوم نے اعلیٰ درجہ کی دینی و دنیوی معلومات حاصل کر لی تھیں۔ سلسلہ کے ساتھ بے حد محبت تھی۔ میں نے اپنے دل میں یہ امید باندھی ہوئی تھی۔ کہ میرے بعد بشیر احمد جماعت کی خدمت کرنے کا اہل ہوگا ؎

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

کو یہ منظور نہ تھا۔ اس کا مجھ کو بہت رنج و قلق ہے لاوہ ازیں اس سال جماعت میں اموات کی وجہ سے بہت ا نقصان ہوا۔ دو میری نواسیاں صدیقن و کبریٰ ۲۴ سال کی عمر میں فوت ہوئیں۔ ایک میری پوتی رفیقن بیگم سال کی عمر میں رحلت کر گئی۔ بابو محمد شریف کلرک دفتر ڈپٹی شنر صاحب انبالہ بعمر ۲۹ سال فوت ہوئے۔ حاجی میراں بخش صاحب جنہوں نے مسجد احمدیہ تعمیر کرائی۔ اور ان کی اہلیہ صاحبہ اسی سال میں بذریعہ قتل شہید ہوئے حاجی میراں بخش صاحب مرحوم صحابی تھے۔ بڑے جوشیلے پرانے احمدی تھے۔ شریف مرحوم بڑا فرمانبردار مستعد احمدی تھا۔ باقی تینوں ان لڑکیاں سلسلہ کی خادم تھیں۔ اور کئی دفعہ قادیان ہو آئی تھیں۔ صدیقن نے ایک لڑکا منظور احمد پیچھے چھوڑا ہے۔ یتیم ہے۔ کیونکہ اس کا والد بابو عبد اللطیف سال گذشتہ میں فوت ہو گیا تھا۔ کبریٰ ابھی ناکتخدا تھی۔ رفیقن نے دو لڑکے ظور احمد اور نصیر احمد پیچھے چھوڑے۔ میری بھتیجی بشیرہ بیگم کا بھی گذشتہ سال انتقال ہوا۔ اس نے بھی ایک لڑکا پیچھے چھوڑا۔ جس کا نام ناصر احمد ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کا حافظ ناصر ہو۔ اور مرحومین کو مغفرت کرے اور جنت الفردوس میں مقام ہو۔ میرے لئے اور میری اہلیہ صاحبہ کے لئے انجام بخیر کی اور باقی سب پسماندگان کے لئے صبر و شکر ترقی دارین کے لئے دعا کریں۔ فقط۔ والسلام۔

خاکسار

عبدالرحمٰن امیر جماعت احمدیہ انبالہ (شہر)

مردم شماری کے متعلق حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ضروری ہدایات

۲۶-۲۷-۲۸ فروری اور یکم مارچ کو پنجاب کے ہر شہر اور گاؤں میں مردم شماری ہونے والی ہے۔ آج سے دس سال قبل ۱۹۳۱ء میں جب مردم شماری ہوئی۔ تو اس وقت جماعت احمدیہ کے افراد کی پوری تعداد کاغذات میں درج نہیں کی گئی تھی۔ اب جب کہ مردم شماری کا موقعہ آیا ہے۔ ضروری ہے۔ کہ جماعت کے تمام افراد مردم شماری کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اپنے اور اپنے گھر کے تمام افراد کے نام پوری احتیاط کے ساتھ درج کرائیں۔ اور کوتاہی سے کام نہ لیں۔

گذشتہ مردم شماری کے موقعہ پر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت ہائے احمدیہ کو بعض ہدایات دی تھیں وہ چونکہ آج بھی ویسی ہی مفید اور ضروری ہیں جیسی اس وقت تھیں۔ اس لئے احباب کی آگاہی کے لئے درج کیجاتی ہیں۔ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

(۱) مردم شماری کے واسطے سنی۔ یا شرارت سے فرقہ نہیں لکھا کرتے۔

(۲) ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ وہ خود دیکھ لے۔ کہ اس کے اور دوسرے احمدیوں کے نام کے سامنے کے خانہ میں احمدی لکھا ہے۔

(۳) ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ دیکھے۔ کہ اس کے اور دوسرے احمدیوں کے سب عورت۔ مرد۔ بچوں کے نام لکھے گئے ہیں۔ اور کوئی نام باقی نہیں رہا۔ اور سب کے سامنے احمدی لکھا گیا ہے۔

(۴) ایک نام بھی اگر آپ کے شہر یا علاقہ میں آپ کی غفلت کی وجہ سے رہ جائے گا۔ تو آپ جماعت سے دشمنی کرنیوالے ٹھہریں گے۔ کیونکہ اس سے جماعت کی ہتک ہوگی۔

(۵) ہر ایک جگہ مردم شماری کرنے والے لوگوں کے ساتھ احمدیوں کو خود شامل رہ کر نگرانی کرنی چاہیئے۔

(۶) مردم شماری کے دن کو چھٹی کا دن سمجھیں۔ اور سب کام کاج چھوڑ کر اس کام کو کریں۔

(۷) ہندو لوگ ہمیشہ مردم شماری میں مسلمانوں کو کم دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہر احمدی کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اس نقص کا بھی خیال رکھے۔ اور دیکھے۔ کہ سب مسلمان خواہ کسی فرقہ کے ہیں۔ اُن کی مردم شماری پوری طرح ہو جاتی ہے۔ اور ایک مسلمان بچہ بھی خواہ ایک دن کا پیدا ہوا ہو باقی نہیں رہ جاتا۔

(۸) ہر ایک احمدی کو چاہیئے۔ کہ میرے اس اعلان کو اپنے ارد گرد کی جماعتوں تک پہنچا دے تا ایسا نہ ہو۔ کہ کسی جگہ کی جماعت جہاں اخبار نہ جاتا ہو۔ اس سے بے خبر رہے۔

(۹) ہر ایک احمدی کو چاہیئے۔ کہ اُن لوگوں کو جو دلوں میں احمدیت قبول کر چکے ہیں۔ مگر ڈر کر ظاہر نہ کرتے ہوں سمجھائے۔ کہ اس موقعہ پر اپنے آپ کو احمدی لکھوا دیں۔ تا خدا تعالیٰ کے سامنے ایک شہادت تو اُن کے دل کی تبدیلی پر ہو۔

(۱۰) پچھلی دفعہ بعض جگہ سینکڑوں کی جماعت درج ہونے سے رہ گئی تھی۔ اب کے ایسا نہ ہو۔

(۱۱) سب جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ فوراً اجلاس کر کے ہر محلہ اور ہر گلی کے لئے آدمی مقرر کر دیں۔ جو پہلے خود مکمل فہرست تیار کرلیں۔ اور پھر ساتھ رہ کر مردم شماری کے وقت دیکھ لیں۔ کہ سب احمدیوں کی پوری طرح مردم شماری ہوگئی ہے۔"

ایک اور موقعہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"شمار کنندگان عام طور پر ہندو ہوتے ہیں۔ جو ان قوموں کو خصوصیت کے ساتھ کم دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو ان کا مقابلہ کر رہی ہیں۔ اس لحاظ سے وہ احمدیوں کی تعداد خصوصیت سے کم درج کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو بالعموم کم دکھاتے ہیں۔ اب اگر ہر شمار کنندہ کمی کرنے لگے۔ تو مسلمانوں کی تعداد میں لاکھوں کی کمی ہوسکتی ہے۔ اور غور کرو۔ اس سے مسلمانوں کو کتنا نقصان اور ہندوؤں کو کتنا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے احتیاط کے ساتھ دیکھنا چاہیئے۔ اور شمار کنندگان کا مجبور کرنا چاہیئے۔ کہ وہ ہر ایک احمدی کے نام کے آگے احمدی لکھیں۔ اور اس بات کا خیال رکھا جائے۔ کہ ایک نومولود بچہ بھی بغیر درج ہونے کے نہ رہ جائے۔ اگر کسی جگہ شمار کنندگان احمدی لکھنے سے انکار کریں تو گورنمنٹ کو تاریں دینی چاہیئں۔ ہمیں یہاں اطلاع دینی چاہیئے۔ ہم اس کے متعلق انتظام کریں گے۔ مختصر یہ کہ اس سلسلہ میں جس قدر بھی ممکن ہو۔ کوشش کی جائے۔"

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ان ہدایات پر جماعت کے لئے عمل کرنا جس قدر ضروری ہے۔ وہ تو اظہر من الشمس ہے۔ لیکن ہم اس قدر کہہ دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ ۲۶-۲۷-۲۸۔ فروری ۱۹۴۱ء کو ان لوگوں کے نام مردم شماری کے کاغذات میں درج کئے جائیں گے۔ جو گھروں میں رہتے ہیں۔ اور مستقل سکونت رکھتے ہیں۔ کاغذات میں ہر گھر کی عمومی آبادی درج کی جائے گی۔ خواہ کوئی شخص عارضی طور پر گھر سے باہر ہی گیا ہوا ہو۔ لیکن بہتر ہے۔ کہ جو شخص ان تین دنوں میں باہر جانا چاہے۔ وہ پہلے اپنا نام درج رجسٹر کرالے۔ ان تینوں دنوں کے بعد یکم مارچ ۱۹۴۱ء کو صرف ان لوگوں کے نام درج رجسٹر ہوں گے۔ جو کہیں مستقل سکونت نہیں رکھتے۔ جو ہوٹلوں اور سراؤں وغیرہ میں مقیم ہوتے ہیں۔ اسی دن فقیروں خانہ بدوشوں اور بازاروں میں ادھر ادھر سونے والوں کے نام بھی درج رجسٹر کئے جائیں گے۔

چونکہ مردم شماری نہ صرف ملکی اور سیاسی حقوق کے حصول کے ساتھ بہت بڑا تعلق رکھتی ہے۔ بلکہ اس سے جماعت احمدیہ کو پنجاب اور پھر ہندوستان میں اپنی دس سالہ ترقی کا ایک حد تک اندازہ لگانے کا موقعہ مل سکتا ہے۔ اس لئے کوشش کرنی چاہیئے کہ کسی احمدی بچے۔ نوجوان۔ بوڑھے۔ مرد۔ عورت۔ تندرست۔ بیمار۔ امیر۔ فقیر اور مسافر کا نام مردم شماری کے کاغذات میں درج ہونے سے رہ نہ جائے۔ یہ ایک قومی فرض ہے۔ اور اس کی ادائیگی میں غفلت سے کام لینا اپنی قوم کو نقصان پہنچانا ہے۔

(الفضل)

خدمت دین کیلئے وقف زندگی کی تحریک

تحریک جدید کے مطالبات میں سے ایک مطالبہ وقف زندگی ہے۔ جس کی مختلف صورتیں ہیں۔ اور مختلف حالات کے ماتحت مختلف قابلیتوں کے نوجوانوں کے لئے اس صورت میں اپنے دلی اخلاص کو پورا کرنے کے لئے مواقع نکلتے رہتے ہیں۔ اس سے پیشتر زندگی وقف کرنے کے لئے کوئی تعلیمی معیار مقرر نہ تھا۔ کیونکہ ہر لیاقت کے نوجوانوں کے مناسب حال کام موجود تھا۔ لیکن اب جبکہ تحریک جدید کی ضرورت کے ماتحت متعدد نوجوان کام پر لگ چکے ہیں۔ اور اپنے مفوضہ کاموں کو سرانجام دے رہے ہیں۔ مندرجہ ذیل کوائف کے نوجوانوں کے لئے ہی موقعہ ہے۔ کہ وہ اپنی اخلاص کا ثبوت دیتے ہوئے خدمت دین کے لئے زندگی وقف کریں۔ اور اپنے آپ کو پیش کریں۔

گریجوایٹ نوجوان

گریجوایٹ نوجوانوں کی ان دنوں بہت ضرورت ہے۔ جن کی صحت اچھی ہو۔ خدمت سلسلہ کا شوق ہو۔ ہر قسم کی قربانی کر سکنے کے لئے بالکل آمادہ ہوں۔ جو دوست اس سال بی اے کا امتحان دینے والے ہوں وہ بھی پیش کر سکتے ہیں۔ ان کے متعلق فیصلہ کی صورت ہوگی۔ کہ اگر وہ امتحان میں کامیاب ہوگئے۔ تو انکو لے لیا جائیگا۔

مولوی فاضل نوجوان

مولوی فاضل نوجوانوں کے لئے ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ وہ امتحان میٹرکولیشن ضرور پاس ہوں۔ وہ مولوی فاضل جو اس سال میٹرک کا امتحان دینے والے ہوں اپنا نام پیش کر سکتے ہیں۔ انکے متعلق جو فیصلہ ہوگا۔ اسے ان کے میٹرک کا امتحان پاس کر لینے کی صورت میں نافذ سمجھا جائے گا۔

قادیان کے سکول سے میٹرک کا امتحان دینوالے نوجوان

ایسے طلباء جو تعلیم الاسلام ہائی سکول میں تعلیم پا کر میٹرک کا امتحان اس سال دینے والے ہیں۔ اور انہوں نے میٹرک میں سائنس کا مضمون لیا ہوا ہے۔ وہ بھی اپنے آپ کو تحریک جدید کے ماتحت پیش کر سکتے ہیں ان کے متعلق ایک علیحدہ سکیم ہے۔ ان کو سائنس سے متعلقہ خاص قسم کی تعلیم دلائی جائیگی۔ اور غیر مستطیع اصحاب کی کالج کی تعلیم کے دوران میں امداد بھی حسب حالات کی جاسکے گی۔ اور ان کے لئے عرصہ تعلیم میں دینیات کی تعلیم کا بھی انتظام کیا جائے گا۔